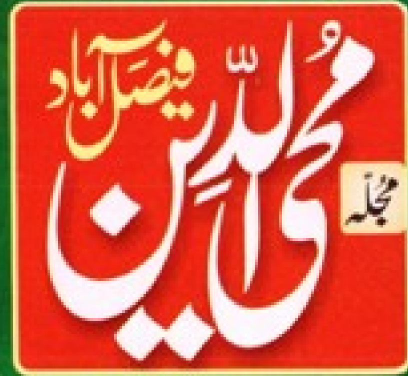
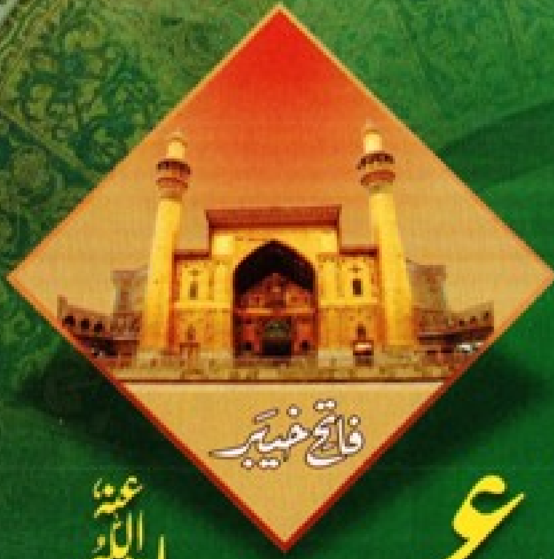
سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا موثر لائحہ عمل



جلد نمبر 3 | رمضان المبارک 1437ھ 2016ء | شمارہ نمبر 4



حضرت علی رضی اللہ عنہ

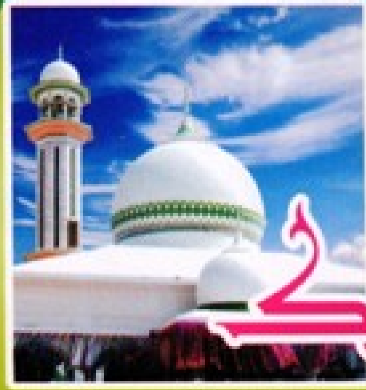
قرآنِ حکیم اور ہماری زندگی

رمضان اور معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کریم کی کرم نوازیاں

آسان طریقوں سے گناہ معاف





رودادِ عرس مبارک

رمضان المبارک
کی 27 ویں رات
حصولِ رحمت
کیلئے
پرنور پرکیف ماحول میں
شبِ بیداری

زیرِ سایۂ لطف و کرم
پیر محمد علاؤ الدین صدیقی
نور ٹی وی

پروگرام
نمازِ تراویح
تلاوت
نعت خوانی
ختمِ خواجگان
خطاب
صلوٰۃ التسبیح
حلقۂ ذکر
دعا

بمقام
مرکزی جامع مسجد محی الدین
سدھار جھنگ روڈ فیصل آباد

ایمان افروز خصوصی خطاب
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی
خطیب مرکزیہ

خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد
0345-7796179
0300-9654311
0321-7840000
0312-9658338

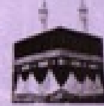
رمضان المبارک
تقیب صبح سعادت
مجلہ محی الدین فیصل آباد
بفیضانِ نظر غلام محی الدین غزنوی
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب
جلد نمبر 3 رمضان المبارک 1437ھ 2016ء شمارہ نمبر 4

اس شمارے میں

کمپوزنگ: محمد عثمان قادری : ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

جملہ ممبران
رابطہ آفس
فاروق آرٹس
رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد
جامع مسجد محی الدین
سدھار فیصل آباد



حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

میرے لیے میرے اللہ دو حرم ہیں بہت
میرے گناہ تیری رحمتوں سے کم ہیں بہت
تو سامنے سہی تجھ تک رسائی سہل نہیں
یہ راہ راست وہ ہے جس میں پیچ وخم ہیں بہت
خطاء معاف میں دو وحدتوں کا قائل ہوں
کہ تیرے بعد محمد ﷺ بھی محترم ہیں بہت
کدھر کدھر تیری آواز کی طرف جاؤں
وجود ایک ہے میرا مگر عدم ہے بہت
راہ سلوک میں یہ کون سا مقام آیا
کہ خندہ زن بھی ہوں آنکھیں بھی میری نم ہیں بہت
نیاز مند مظفر کو بھی بنا اُن کا
وہ خاص ہستیاں جن پر تیرے کرم ہیں بہت

مظفر وارثی

نعتِ رسولِ کریم ﷺ



خالی کبھی ایوان محمد ﷺ نہیں رہتا
کردار تو رہتے ہیں وہاں قد نہیں رہتا

دربار تہ خاک لگا کرتے ہیں کتنے
گنبد میں فقط صاحب گنبد نہیں رہتا۔

شرکت کو اگر ان کی الگ کر دیا جائے
تخلیق جہاں کا کوئی مقصد نہیں رہتا۔

ایمان ہے میرا کہ وہ زندہ ہیں حرم میں
زندہ کا جو مسکن ہو وہ مرقد نہیں رہتا

جو محسن انسانیت اُن کو نہیں مانے
انسان تو وہ کتنے بھی قصد نہیں رہتا

سینے پہ بھی لگ جاتی ہے اک مہر الٰہی
ہونٹوں پہ فقط بوسہ اسود نہیں رہتا

جو اپنے غلاموں میں سلطانیاں بانٹے
وہ خاک نشیں خوگر مسند نہیں رہتا

توبہ کی بھی توفیق عنایت ہے خدا کی
ہو جائے جو باقی بدی، بد نہیں رہتا۔

جو عشق محمد ﷺ سے ہو سرشار مظفر
اُس دل میں یقیں رہتا ہے شاید نہیں رہتا

مظفر وارثی

اداریہ:-

کریم کی کرم نوازیاں

قارئین گرامی مرتبت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سارا سال اس کریم کی کرم نوازیاں جاری رہتی ہیں۔ مگر رمضان المبارک میں تو کرم نوازیوں کی کوئی حد نہیں۔ لامحدود کرم نوازیاں، بے حساب نعمتیں، رحمتیں، بخشش و مغفرت، جہنم سے آزادی، یہ سب بندہ پروری ہے۔ وہ رب کریم اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ روزہ رکھنے پر اجر۔۔۔ تراویح پڑھنے پر اجر۔۔۔ سحری کھانے پر اجر۔۔۔ افطاری کرنے کروانے پر اجر۔۔۔ یتیم پروری پر اجر۔۔۔ تلاوت قرآن پر اجر۔۔۔ صبر پر اجر اور اجر بھی بے حد بے حساب۔ قربان ہو جائیں، رمضان میں نفل فرض کے برابر اور فرض کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

آؤ دوستو! اس ماہ مقدس میں ساری برکات اپنے دامن میں سمیٹنے کی سعی جمیل کرتے ہیں۔ غفلت کی زندگی سے توبہ کرتے ہیں۔ اور صدقہ، خیرات، زکوٰۃ، خیر خواہی مساجد کی آبادکاری، مدارس اہلسنت کی خدمت، طلباء علماء کی خدمت، پڑوسیوں سے محبت، رشتہ داروں سے حسن سلوک اختیار کرتے ہیں اور زندگی کے ہر لمحے کو اپنے محبوب نبی ﷺ کی محبت و اطاعت میں گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

رمضان کی بہار میں دل و روح کی پاکیزگی حاصل کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ زندگی کی سانسیں ختم ہو جائیں۔ ہر سانس کو ذکر سے معمور کرتے ہیں۔ رمضان میں یہ سب سعادتیں حاصل کرنا بہت آسان ہے۔ وقت کو ضائع نہ ہونے دینا۔ وقت کی قدر قدر داں کرتے ہیں۔ اگر آپ نے قرآن مجید ابھی تک نہیں پڑھا تو رمضان المبارک میں ضرور پڑھ لیں۔

صدیقیہ قرآن اکیڈمی میلاد روڈ صدیقی سٹریٹ گلشن کالونی فیصل آباد میں "ہر صبح نور قرآن" سے ہوتی ہے۔ قرآن کلاس میں داخلے کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں۔ شرم کی کوئی ضرورت نہیں۔ آؤ اور قرآن رمضان میں سیکھنے کا آغاز کرتے ہیں۔ فرمان رسول کریم ﷺ قرآن اور رمضان سفارش کریں گے۔

مدیر اعلیٰ: محمد عدیل یوسف صدیقی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

نور حدیث ﷺ

از:- ادارہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے (۱)

شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ افطاری کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔(۲)

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال اور مضبوط قلعہ ہے۔(۳)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پس ان میں سے کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک منادی دینے والا منادی دیتا ہے اے خیر و بھلائی چاہنے والے آگے بڑھ اے شر کے چاہنے والے رک جا اور اللہ تعالیٰ جہنم سے کچھ لوگوں کو آزاد فرماتا ہے اور یہ سلسلہ رمضان شریف کی ہر رات ہوتا ہے۔(۴)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کیلئے سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور اپنی خواہشات پوری کرنے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا اے میرے رب میں نے اس بندے کو رات قیام کیلئے سونے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔(۵)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے، جس سے قیامت کے دن روزہ رکھنے والے داخل ہوں گے ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔(۶)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کے لیے

رمضان شریف کا روزہ رکھا اس کے گزشتہ اور آئندہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(۷)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کے لیے تو اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔(۸)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شادی کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کرلے کیوں کہ یہ نظر کو پاکیزہ رکھنے والی اور ستر کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے کیوں کہ روزہ شہوت کو کم کرتا ہے(۹)

حوالہ کتب:۔

۱۔(صحیح مسلم شریف۔ رقم الحدیث ۱۳۹۷، جلد ۲ ص ۳۲۲)
۲۔(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۶۴۳ جلد ۲ ص ۳۰۸)
۳۔(مسند امام احمد رقم الحدیث ۸۹۹۶ ج ۳ ص ۱۳۳)
۴۔(صحیح ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۶۴۲ ج ۲ ص ۳۰۷)
۵۔(مسند امام احمد رقم الحدیث ۲۲۳۶ ج ۲ ص ۱۸۸)
۶۔(صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۸۹۱ ج ۲ ص ۵۷۳)
۷۔(صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۸ ج ۱ ص ۳۶)
۸۔(صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۵۹ ج ۱ ص ۵۲۳)
۹۔(صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۹۰۵ ج ۱ ص ۵۷۶)

ایصال ثواب کیجئے (جملہ امت مرحومہ کیلئے)

اول و آخر درود شریف 1 مرتبہ سورۃ فاتحہ 3 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کا معمول بنالیجئے۔ آپ کا اپنا بھی بھلا ہوگا۔

محترم المقام پروفیسر حافظ سید تہور حسین شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔ اماں جی نہایت شفیق عابدہ اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ اللہ رحیم و کریم درجات بلند فرمائے اور شفاعت رسول ﷺ نصیب فرمائے۔ آمین

طالب دعا۔ ادارہ

رمضان اور معمولات نبوی ﷺ

از: ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی صاحب

آج کی ہماری بحث رمضان اور معمولات نبی ﷺ کے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہیں"(۱)

اور کوئی ضابطہ اور نظریہ اور کوئی ایسا معیار نہیں ہے کہ جسے سامنے رکھا جائے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے کامل اور بہترین معیار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"رسول اللہ ﷺ جو تم کو دیں وہ پکڑ لو اور جس سے وہ روکیں اس سے رک جاؤ"(۲)

اس لیے کہ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل روایات میں موجود ہے تا کہ اسے ہی دیکھیں اور اس خوشبو کو جذب کرنے کی کوشش کریں۔

رسول اللہ ﷺ کے معمولات جو رمضان المبارک کے علاوہ تھے۔ وہ بھی اس لائق ہیں کہ اس کے ہر لمحہ کو نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس کو خراج تحسین پیش کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں عظمتوں کے کئی جہاں آباد نہ ہوں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی عمر کی قسم اُٹھائی عمر کا اطلاق اعلان نبوت سے قبل پر بھی ہے اور بعد پر بھی ہے۔ پتہ چلا کہ ہر لمحہ سرکار علیہ السلام کا اتنا مثالی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ خوش ہے۔ اور اس لمحے کی اللہ تعالیٰ قسم اُٹھا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے رمضان کے علاوہ کے جو اوقات ہیں۔ وہ ہمارے لئے بھی بڑے قیمتی ہیں اور ان کے مطابق اپنی اصلاح نہایت اچھا عمل ہے۔

ان اوقات کے علاوہ بالخصوص رمضان کا جو معاملہ ہے یہ مزید منفرد ہے اور پھر رمضان المبارک کا جس وقت آخری عشرہ آجاتا ہے تو اس میں ایک مزید انفرادیت آجاتی تھی یعنی رمضان کا جب صحابہ کرام کو احساس دلوایا تو فرمایا۔

"رمضان سے ایک دن قبل خطبہ دیکر ان کو احساس دلایا کہ یہ وقت عام اوقات سے زرخیز وقت ہے اس میں بندگی زیادہ ہونی چاہیے خود چاند طلوع ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ کی بندگی کا

اندازہ یہ ہوتا تھا آپ جو کار خیر کرنے والے ہیں اور جو آپ کی حسنات ہیں ان میں پہلے سے کہیں زیادہ امتیاز واقع ہو جاتا ہے اور پھر جوں جوں رمضان المبارک گزرتا تھا اس کے ساتھ ہی ان اعمال صالحہ کے اندر مزید اضافہ ہوتا جاتا اور مزید ایک عروج کی طرف سفر جاری ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ آخری دس دنوں میں اتنی کوشش کرتے تھے۔

جتنی کوشش ان دنوں کے علاوہ میں نہیں ہوتی تھی۔

یعنی اگر چہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ ایسا بھرپور ہے کہ اس میں جو آپ کر رہے ہیں آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے چادر اوڑھنے والی رات کو تھوڑا قیام کیا کرو نصف اس سے کم عبادت کیا کرو" (۳)

پہلے بھی عبادت کا حصول یہ ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے قدم مبارک سوج جاتے ہیں لیکن پھر بھی جب آخری عشرہ آتا تو اس میں مزید ایک انفرادیت ہوتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ "جب آخری عشرہ آجاتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا تہبند مضبوطی سے باندھ لیتے تھے" (۴)

یہ کنایہ ہے اس کہ سرکار علیہ السلام کمربستہ ہو جاتے تھے۔ عبادت میں بہت زیادہ کوشش کرتے تھے باقی تمام معاملات سے ادھر زیادہ متوجہ ہو جاتے تھے۔ اور رات کو زندہ رکھتے تھے مطلب اس رات کو زندہ رکھنے کا یہ ہے کہ رات کو جاگتے رہتا۔

اور رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کو بھی جگاتے تھے ازواج مطہرات بھی رات کو عبادت میں مصروف رہتی تھیں اور اللہ کے حضور سجدہ کرنے میں وقت گزر جاتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی ان روایات کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں ہمارے لئے روشنی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ کا معمول روزہ اور تراویح و نوافل کے علاوہ یہ بھی تھا کہ آپ رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف فرماتے تھے۔۔۔۔ یعنی وصال مبارک تک اعتکاف کیا۔

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک وسلم

پھر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا۔ (۵)

رمضان کے ایام میں آپ ﷺ کے ہاں جو ایک نئی بہار ہوتی تھی نیکی کے لحاظ سے اس کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر دنیا میں نہ تو کچھ ہوا ہے اور نہ ہو سکے اور نہ ہی اتنا ہو سکتا ہے جتنا جود ہمارے نبی کریم ﷺ کرنے والے ہیں۔ کیونکہ ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا۔ "سب سے زیادہ جود والا اللہ تعالیٰ ہے"۔ (۶)

پھر میں بنی آدم میں سے سب سے زیادہ جود والا ہوں۔

میرے بعد سب سے زیادہ جود اس بندے کا ہے جو بندہ قرآن پڑھتا ہے اور پھر اس قرآن کو دوسروں تک پہنچاتا ہے یعنی قرآن وسنت کو پڑھا اور پھر اس کو لوگوں تک پھیلایا جبکہ یہاں اس حدیث شریف میں الفاظ ہیں۔

کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر جود کرنے والے تھے۔

عموی طور پر بھی بڑا جود کرتے تھے مگر رمضان المبارک میں سب سے زیادہ بڑھ کر جود کرنے والے ہوتے تھے رمضان کے مہینے میں سخاوت کے اندر اور تیزی آجاتی تھی۔

رمضان المبارک میں حضرت جبریل علیہ السلام روزانہ رات کو آکر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ قرآن مجید پڑھتے تھے اور جبریل علیہ السلام سنتے تھے۔ رمضان کی رات کا وہ لمحہ کتنا پر کیف ہو گا کہ جس سینہ پر قرآن نازل ہوا ہے وہ قرآن پڑھ رہے ہوں اور جبریل علیہ السلام اس قرآن کو سن رہے ہوں آج جن لوگوں کو رمضان کی راتوں میں قرآن پڑھنا نصیب ہے وہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت میسر آئی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ سے حضرت جبریل علیہ السلام آکر ملتے تھے تو رمضان المبارک

کے علاوہ کے مقابلے میں رمضان میں جود زیادہ ہوتا اور پھر رمضان میں جب جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی تو اس وقت پہلے کی نسبت زیادہ جود ہوتا تھا۔

پہلے کی نسبت رمضان میں جود زیادہ اس وقت ہوا جب جبریل علیہ السلام آ کے ملے تو جبریل علیہ بھی نور ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔

تو نور کی نور سے ملاقات پر ایک مزید فرحت اور سرور کا موسم بن جاتا اور رسول اللہ ﷺ کے جود میں اضافہ ہو جاتا پھر کتنا جود کرتے تھے۔

"رسول اللہ ﷺ چلتی ہوئی ہواؤں سے بھی زیادہ جود کرنے والے تھے ریح مرسلہ سے"۔ (۷)

وہ ہوا جو بادل کھینچ کے لے آئے اور جس کی وجہ سے بارشیں شروع ہو جائیں وہ ہوائیں جو بادل اُٹھا کے لے آئیں۔ پھر ان بادلوں سے بارش برسنا شروع ہو جائے۔ تو اس سے زمین کی پیاس بجھتی ہے ہر جگہ ابر کرم سے لوگوں کی پیاس بجھ جاتی ہے اس کو ریح مرسلہ کہتے ہیں ہمارے آقا ﷺ اس سے کہیں زیادہ جود و سخاوت کرنے والے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رمضان المبارک کے موسم میں حضرت جبریل علیہ السلام کے آنے پر رسول اللہ ﷺ کے طبیعت مبارک اس قدر ہشاش بشاش اور مائل بفیض ہو جاتی ہے کہ آپ مسلسل اس ہوا سے بھی زیادہ جود والے ہیں جو ہوائیں بادلوں کو اُٹھا کر لاتی ہیں۔

مطلب کیا ہے کہ جیسے وہاں پر نہیں دیکھا جاتا کہ اپنا کون ہے پرایا کون ہے۔ اور پھر جغرافیہ کون سے ہے عرب ہے یا عجم ہے وہ ہوائیں چلتی ہیں مسلسل چلتی ہیں اور پھر زمین ان بادلوں سے سیراب ہو جاتی ہے۔

ایسے ہی رسول اللہ ﷺ ابر کرم بن کر برستے ہیں ان ہواؤں جیسا نہیں بلکہ اس نے کہیں زیادہ کیونکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اجود کا لفظ بولا تھا۔

اتنا وہ ہوائیں جود نہیں کر سکتیں جتنا جو اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کرنے والے ہیں

جس قدر رمضان میں جھولیاں بھرتے ہیں اور جس طرح آپ لوگوں کو مالا مال کرتے ہیں اور جس طرح آپ روئے زمین کے لوگوں کے سینوں کی پیاس بجھانے والے ہیں۔ اور جس طرح آپ لوگوں کے اندر خوشبو کو بانٹنے والے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی ان ہواؤں سے کہیں زیادہ سخاوت ہے کہ جس میں کسی طرح کی کوئی پابندی وقید نظر نہیں آتی۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

اس طرح سید عالم ﷺ ریح مرسلہ سے بڑھ کر جود و سخاوت کرتے تھے اور سب کو نوازتے تھے آج ہمیں رسول اللہ کے اس منصب کو بیان کرتے ہوئے یہ امید بھی رکھنی چاہیے۔ کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے روضہ پاک میں زندہ ہیں صحاح کی احادیث اس پر گواہی دے رہی ہیں اب بھی سرکار دو عالم ﷺ کا ابر کرم برستا ہے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

تو پھر ہمیں وہ کام کرنے چاہییں جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہو جائے اور ہمارے دل اس رحمت سے معمور ہو جائیں۔

کتب حوالہ جات:۔

۱۔ سورۃ الاحزاب رقم الآیۃ: ۲۱ ۔۔۔ ۲۔ سورۃ الحشر رقم الآیۃ: ۷
۳۔ سورۃ المزمل رقم الآیۃ ۱-۲ ۔۔۔ ۴۔ مسند امام احمد حنبل رقم الحدیث: ۱۰۰۲۹)
۵۔ صحیح بخاری کتاب الاعتکاف رقم الحدیث: ۱۹۸۶
۶۔ شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث ۳۶۲۷ ۔۔۔ ۷۔ بخاری کتاب الصوم رقم الحدیث ۱۹۰۲

آسان طریقوں سے گناہ معاف

از: ابنِ فیض

کئی مسلمانوں سے قدم قدم پر غلطی اور کوتاہی سرزد ہو جاتی ہے لیکن اچھا مسلمان وہ ہے جو گناہ ہونے کے بعد توبہ کرے۔

حدیث نمبر1:۔ رب العلمین کے پیارے حبیب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرنے والے کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔(۱)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے توبہ کرتے رہیں تاکہ ہر قسم کے گناہوں کی آلائش سے محفوظ رہ سکیں۔

حدیث نمبر2:۔ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ جو شخص دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے تو اس کے گناہ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تمام معاف ہو جائیں گے۔(۲)

الحمدللہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر ہم روزانہ یہ تسبیح شروع کر دیں تو ہمارے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حدیث نمبر3:۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:۔ اگر کوئی مسلمان صرف اللہ کی رضا کی خاطر نماز پڑھتا ہے تو جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں اسی طرح اس کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں۔(۳)

چنانچہ معلوم ہوا کہ رضائے الٰہی سے نماز پڑھنے سے بھی تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر4:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:۔ جو شخص کھانا کھائے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔" **الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوی۔**

اللّٰھم صلّ علٰی سیدنا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد وبارک وسلم

تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اور جو شخص نیا لباس پہنے اور یہ دعا پڑھے۔

الحمد للہ الذی کسانی ھذا الثوب ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوی

تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دے گا۔

ان دعاؤں کا مفہوم بھی سمجھ لیں کہ

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔جس نے مجھے یہ کھانا اور لباس عطا فرمایا حالانکہ میں اس قابل نہیں تھا"۔

یہ جو آخری جملہ ہے کہ" میں اس قابل نہیں تھا" اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جتنا بھی Powerfull ہو امیر و کبیر ہو لیکن ہو سکتا ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود اسے ایسی بیماری یا مجبوری وغیرہ ہو کہ نہ وہ اچھا کپڑا پہن سکے اور نہ ہی اچھا کھانا کھا سکے۔

اس لئے میرے کو یہ تلقین فرمائی گئی کہ تم لباس و کھانے کی نعمت استعمال کرتے ہوئے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور کہو کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس وجہ سے مجھے یہ نعمت ملی اور میں نے اسے استعمال کیا۔

نیز اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر ہم کھانے ولباس کے بعد یہ دعائیں پڑھ لیتے ہیں تو ان کی برکت سے ہمارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حدیث نمبر5:۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:۔ جو شخص سنت کے مطابق وضو کرے اور سنت کے مطابق نماز ادا کرے تو اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر6:۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صلوۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ ارشاد فرمایا تو آخر میں یہ بھی فرمایا کہ

ترجمہ:۔ اے چچا جان! جب آپ صلوۃ التسبیح پڑھ لیں گے تو رب تعالیٰ آپ کے تمام اگلے پچھلے،

نئے و پرانے ، بھول چوک والے اور جان بوجھ کر کئے جانے والے چھوٹے بڑے اور اسی طرح ظاہری اور باطنی تمام قسم کے گناہ معاف فرما دے گا۔(۴)

حدیث نمبر9-8-7 :۔ فرامین مصطفیٰ ﷺ

ترجمہ:۔ مذکورہ بالا تینوں احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص مسلمان بھی ہو اور رضائے الٰہی کیلئے رمضان شریف کے روزے رکھے۔ رات کو نماز تراویح ادا کرے اور شب قدر میں عبادت کرے تو ایسے شخص کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر10 :۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ

ترجمہ:۔ یعنی جو شخص جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب پچیسویں پارہ کی سورت الدخان تلاوت کرتا ہے تو اس شخص کی بخشش کر دی جاتی ہے۔(۵)

''علامہ علی قاری علیہ الرحمہ کی تحقیق''

یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھئے کہ محقق مکہ علامہ علی قاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''فضائل شب برات و لیلۃ القدر'' جس کا ترجمہ محدث کبیر حضرت علامہ محمد عباس رضوی مدظلہ ریسرچ آفیسر محکمہ اوقاف دبئی نے کیا ہے۔ اس کتاب میں اس کی مثل حدیث مبارکہ ذکر فرمائی ہے۔ لیکن اس میں جمعہ کی رات کا ذکر نہیں۔۔۔ یعنی کسی رات بھی اس سورت مبارکہ کی تلاوت کی جائے تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر11 :۔ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص بازار جائے اور یہ الفاظ پڑھے۔ ''**لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر**'' تو رب تعالیٰ اس شخص کو دس لاکھ نیکیاں عطا فرمائے گا دس لاکھ گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اس کے دس لاکھ درجے بلند فرمائے گا۔(۶)

خلاصہ کلام

اس تمام بحث کا نچوڑ یہ ہے کہ۔۔۔۔

-1 توبہ کرنا

-2 سبحان اللہ وبحمدہ روزانہ سو بار پڑھنا

-3 نماز پڑھنا

-4 کھانا کھانے اور لباس پہننے کے بعد الحمد للہ پڑھنا

-5 روزہ رکھنا

-6 نماز تراویح ادا کرنا۔

-7 شب قدر کی عبادت کرنا۔

-8 سورت الدخان رات کو پڑھنا

-9 سنت کے مطابق وضو و نماز ادا کرنا

-10 صلوٰۃ التسبیح پڑھنا

-11 بازار میں داخل ہوتے وقت چوتھے کلمے کو پڑھ لینے سے

ان تمام میں سے کوئی ایک کام بھی کر لیں تو گناہوں سے بخشش ہو جائے گی۔ رب تعالیٰ ہمارے گناہوں کی بخشش فرمائے اور ہمیں آئندہ زندگی گناہوں سے بچنے اور دوسروں کو بچانے نیکی کرنے اور نیکی کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ کتب ۱۔(ابن ماجہ باب ذکر التوبہ) ۲۔(بخاری شریف باب فضل التسبیح) ۳۔(مسند احمد 169/5)
۴۔(ابوداؤد باب صلوٰۃ التسبیح) ۵۔(ترمذی شریف کتاب فضائل القرآن) ۶۔(ترمذی شریف باب القول اذا دخل السوق)

قرآن حکیم اور ہماری زندگی

تحریر: پروفیسر رائے محمد اعجاز کھرل صاحب
(پی ایچ ڈی سکالر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جو احاطہ شمار میں نہیں لائی جاسکتیں۔ یہ زندگی اس وحدہ لاشریک کی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ﴿ قرآن حکیم ﴾ ہے جو ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں عطا کی گئی۔ قرآن حکیم مکمل ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کے تمام اصول قرآن حکیم میں موجود ہیں۔ انسانی زندگی کا دائرہ کار بڑا وسیع ہے۔ انسانی زندگی کے بے شمار پہلو ہیں جن میں ایمان، عقائد، عبادات، علم و تعلیم، معاشرت، معاش، اخلاق، حکومت، قانون، عدل، جہاد و تبلیغ اور تزکیہ باطن قابل ذکر ہیں۔ قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کی حیثیت سے زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ماں کی گود سے لے کر قبر تک کی تمام باتیں بیان فرمادی ہیں۔ قرآن حکیم تمام برکات وعلوم کا خزینہ ہے۔

جس طرح انبیاء ورسل کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوا، اسی طرح الہامی کتب کی ترسیل بھی قرآن حکیم کے نزول کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔ جیسے حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا، اسی طرح قرآن مجید کے بعد اب کسی آسمانی کتاب نے نازل نہیں ہونا ہے۔ قرآن مجید تا قیامت انسانیت کی راہنمائی کرتا رہے گا۔ قرآن میں انفرادی مشکلات ومصائب کا حل ہے اور اجتماعی مسائل کا بھی۔ آپ کسی پہلو کو لے لیجیے، خواہ وہ معاش واقتصاد سے متعلق ہو یا اصلاح معاشرہ سے یا اس کا تعلق امور سیاست یا مملکت سے ہو، اس کتاب ہدایت میں ان تمام کی کامل رہنمائی موجود ہے۔

قرآن کا مرکز ومحور انسان ہے۔ یعنی قرآنی تعلیمات انسان کی زندگی کے گرد گھومتی ہیں۔ قرآن انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر نیابت الٰہی کے بلند منصب پر فائز

کرتا ہے۔ قرآن ایسے انسان کی تشکیل چاہتا ہے جو قوم، وطن، شخصیت پرستی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا نہ ہو، بلکہ آفاقی فکر کا حامل ہو۔ صرف اپنی ذاتی حیثیت میں خیر و بھلائی کا پیکر نہ ہو، بلکہ عالمگیر سطح پر خیر و بھلائی کا داعی اور منکرات وفواحش کو حکمت کے ساتھ روکنے والا بھی ہو۔ ارشاد ربانی ہے۔ اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا۔ پس کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے۔ (القمر، 10)

جس طرح بارش مردہ زمین کو حیات تو بخشتی ہے، اسی طرح اللہ رب العزت کا کلام مردہ ضمیر کو زندگی بخشتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی ہم اس کلام عظیم سے دور ہیں۔ اگر ہم اپنی روز مرہ زندگی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ جو ترجیحات ہماری ہیں، وہ ایک ایسے مسلمان کی ہو ہی نہیں سکتیں جسے آخرت کی فکر لاحق ہو۔ ہماری صبح، شام اور رات حتیٰ کہ سارے ہی اوقات اس طرز زندگی سے دور ہیں، جسے آخرت کی فکر کرنے والا قرار دیا جائے۔ اور اس کی وجہ ہماری قرآن حکیم فرقان حمید سے دوری ہے۔ قرآن سے آج ہمارا رشتہ صرف عقیدت کا ہی رہ گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے اور دلوں کی شفا اور ہدایت اور رحمت، ایمان والوں کیلئے۔ (یونس، 58)

قرآن پاک کی تلاوت پہلا درجہ ہے، جسے اپنی روزانہ کی طرز زندگی میں جگہ دینے والے بے حد کم لوگ ہیں۔ ہماری بحیثیت مسلم قوم ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہی مجرمانہ غفلت ہے۔ ہماری اس کوتاہی پر امت جس زوال کا شکار ہے، اس کی ذمہ داری ہم میں سے کوئی بھی انفرادی طور پر تسلیم نہیں کرتا۔ آج امت مسلمہ کے روشن مستقبل کے جھوٹے خواب دکھانے والے مادی ترقی کو سبب بنا کر ہمیں مزید دین سے دور کر رہے ہیں۔

قرآن مجید کو برکت کے لئے تلاوت کرنے والے، بنیادی مسائل کے حل کیلئے پڑھنے والے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کی سوچ دنیا کے رنگ میں ایسی رنگی جاچکی ہے کہ اس سے آگے ان

کا ذہن کام ہی نہیں کرتا۔ رب کائنات نے دنیا کی زندگی کو مثل جنت بنانے کا مسودہ جاری فرمایا اور جنت میں داخلے کی سند قرار دیا، اور ایسا شفاعت کرنے والا بتایا کہ جس کی شفاعت قبول ہو گی۔ مگر ہم نے اپنی کم عقلی سے اسے محدود کر دیا۔ برکت و ثواب کے لئے تلاوت کرنا بھی افضل ہے، مگر کیا صرف یہی قرآن کا حق ہے۔۔۔؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ قرآن پاک تو وہ مقدس کتاب ہے جو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے۔ اس کی ہر آیت مردہ ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ غافل ترین مسلمان کو جگانے کی طاقت رکھتی ہے۔ نافرمان کو متقی بناتی ہے، متقی کو رب کی محبت میں آبدیدہ کر دیتی ہے۔ مگر یہ سب ہمارے رب نے ہمارے اختیار پر چھوڑا ہے کہ چاہو تو اختیار کر لو، چاہو تو ساری عمر دین کے کاموں کے لئے دعاؤں، وعدوں اور نیتوں میں گزار دو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری جو برکت والی ہے تا کہ اس کی آیتوں پر غور کریں، اور عقل مند نصیحت حاصل کریں۔ (ص)

قرآن مجید میں آسمان، زمین اور ان کے درمیان جو عجائبات ہیں، نیز انسانوں، حیوانات اور نباتات میں بھی غور و فکر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، تا کہ عبرت اور بصیرت حاصل ہو اور ان آثار کائنات کے فکری مشاہدے سے ان کے خالق کی معرفت حاصل ہو اور اس کی عظمت کا احساس ہو۔ ارشاد باری ہے۔

آپ ﷺ فرما دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں اور زمین میں۔ (یونس 101)

قرآن علوم فنون کا منبع اور حکمت کا سرچشمہ ہے۔ یہ وہ سمندر ہے جس میں علوم فنون کے اصل جواہر پوشیدہ ہیں اور غواصان علم و فن حشر تک حکمت و معرفت کے جواہر نکال کر اپنے اور اہل عالم کے دامن بھرتے رہیں گے، لیکن اس کے خزانوں میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہو گی۔ تلاوت اور غور و فکر کے بعد قرآن پاک ہمیں عملی زندگی کی طرف لانے میں معاون بنتا ہے۔ ایک ایسی زندگی

جس میں رب چاہی کو اولیت حاصل ہو اور من چاہی کا انکار ہو۔ قرآن میں ان احکام کا بیان ہے جس سے انسان کے احوال اور معیشت منظم ہوتی ہے۔ انسان کو بار بار عمل کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ دعوت عمل برائے دنیا بھی ہے اور برائے آخرت بھی۔ اگر قرآن کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے تو دنیا کی درستی کے ساتھ آخرت بھی سنور جاتی ہے۔ اگر عملی طور پر رب کی رضا میں اپنی رضا شامل ہو، صبر و شکر سے آراستہ، ایثار و قربانی سے سرشار، اخوت و محبت کا پیکر، خلق خدا کی محبت سے معمور، یہ زندگی کوئی خواب یا افسانہ نہیں۔ بلکہ قرآن پاک کو راہبر بنانے والے کی عام زندگی ہے، جو قرآن کی مانتا اور اپنی چھوڑتا ہے۔ جو عملی طور پر قرآن کو راہبر و راہنما بناتا اور اپنی عقل کو قرآن کے تابع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو منور فرما دیتے ہیں۔ محبت الٰہی سے معمور یہ سینے رشد و ہدایت کا گہوارہ بن جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں افراد کو نہایت موثر پیرائے میں اس بات کی نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اخلاقی لحاظ سے بہتر بنائیں، اور اپنی اصلاح کریں۔ قرآن پاک میں بہت سی باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بہت سی باتوں کے کرنے سے روکا گیا ہے۔ ان اوامر و نواہی پر عمل کر کے ہی انسان پاکیزہ اور مطمئن زندگی گزار سکتا ہے۔ ان اوامر و نواہی کی شکل میں اسلام نے ہمیں ایک ایسی موثر بنیاد فراہم کی ہے جو پاکیزہ اور خوشحال معاشرتی زندگی کی ضمانت دے سکتی ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بدی، بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔ (النحل 90)

قرآن مجید میں ہمیں آداب معاشرت بتائے گئے ہیں اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے اصول سمجھائے گئے ہیں۔ اس میں معاشرے کے افراد کے باہمی حقوق اور فرائض کی نشان دہی کی گئی ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ معاملات اور تعلقات کی نوعیت واضح کی گئی ہے۔

پھر قرابت دار کو اس کا حق دیا کرو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ (الروم 38)

قرآن کو عملی زندگی بنانے والا کبھی ناکام نہیں ہو سکتا اور قرآن کو چھوڑ کر کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا، اس یقین کو بنائے رکھا اگر ہم اس دنیا سے چلے گئے تو یقینی طور پر ایک بڑی ناکامی کا

سامنا کرنا ہوگا۔ اسلامی طرز زندگی کا یہ بھی امتیاز ہے کہ جو اسے اختیار کرنا چاہے یا اختیار کرنے کے بعد استقامت کا خواہش مند ہو۔ دونوں صورتوں میں ایک ہی راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے اور یقینی طور پر وہ راستہ دعوت کا ہے کیونکہ اس دعوت کی برکت سے قرآن مجید کو پڑھنا نصیب ہوگا، اور اس میں تدبر کی توفیق ملے گی۔ اس پر عمل کرنے کی ہمت پیدا ہوگی۔ اگر ہم اس کی دعوت ہر ایک کو دیں، جتنا ہم دعوت پر زور دیں گے اتنا ہمیں اللہ تعالیٰ زیادہ نوازیں گے۔ قرآن مجید کے سیکھنے کے عمل کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

قرآن حکیم انسان کو زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے، جن میں عبادات کے ساتھ ساتھ زندگی کے تمام امور اور معاملات شامل ہیں۔ قرآن حکیم سے انسانوں کو ہدایت اور رہنمائی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جو شخص قرآن حکیم کو پڑھتا ہے اور اس پر غور کرتا ہے اس کی بصیرت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور اس کو حکمت و دانائی آجاتی ہے، جس سے انسان تاریکی سے نکل کر روشنی میں آجاتا ہے۔ قرآن ایک ایسا نور ہے جس سے تاریک دل منور ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم وہ نور ہے، جس سے انسان کا صرف ظاہر ہی نہیں بلکہ باطن بھی صاف ہو جاتا ہے، جس کی روشنی میں انسان دنیا اور آخرت میں فلاح پا سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

الکریم ﷺ

از: ڈاکٹر محمد خلیق قریشی صاحب

حضور اکرم ﷺ کے ذات گرامی اخلاق و شمائل کی اس بلندی کی حامل ہے، جس سے ورای کسی عظمت و رفعت کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں خود کائنات جن و بشر کے خالق نے واضح فرمایا کہ آپ کا مرتبہ و مقام یہ ہے کہ

وانک لعلیٰ خلق عظیم (۱)

بے شک آپ صاحب خلق عظیم ہیں۔

اخلاق عالیہ کی ہر عظمت پر آپ کی سلطنت قائم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ "میری بعثت کا مقصد ہی محاسن اخلاق کی تکمیل ہے"۔ (۲)

انسانی سرشت میں جو خوبی ودیعت ہے اور جس کا وجود ممکن ہے وہ سب خوبیاں اس وجود مقدس میں جلوہ گر ہیں بلکہ اب کسی اچھائی یا خوبی کا معیار یہ ہے کہ وہ آپ کی ذات میں ہے اس سے بڑھ کر بشری وجود میں کوئی حسن نہ متوقع ہے نہ ممکن۔

اسمائے نبی ﷺ درحقیقت انہیں محاسن کے نام ہیں تاکہ تفہیم کے لئے اوصاف و کمالات کو متعین نام دے دیا جائے اور اس کے حوالے سے ذات رسالت آب ﷺ سے کسب فیض کی سعی کو آسان بنایا جائے۔ آپ کے متعدد اسماء قرآن مجید، احادیث اور کتب سیر میں روایت ہوئے ہیں ہر اسم ذات کے کسی خاص پہلو اور متعین حسن کی نمائندگی کرتا ہے۔ ان میں بعض اسماء آپ کے منصب رسالت کی توضیح کے حوالے سے ہیں۔ بعض روحانی عظمت اور مقام کی رفعت کے حوالے سے اور بعض دیگر معاشرتی تعلقات اور سماجی منزلت کی نشاندہی کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

"رحیم" آپ کا وصفی اسم اس رحمت بے پایاں کو واضح کر رہا ہے، جس کا صدور دنیا و آخرت میں یکساں ہے۔ یہ قلبی کیفیت اور اس کے خارج میں ظہور کے اطراف کو محیط ہے لیکن "الکریم" کا تعلق آپ کے اس محاسن اعمال سے ہے جن کا وقوع خارج کی دنیا میں ہوا ہے۔

"الکریم" آپ کے اسماء میں سامی مظہر کا آئینہ دار ہے۔ یہ "کرم" سے مشتق ہے اور کرم انسانی فطرت کے حوالے سے اُس اخلاقی قوت کا نام ہے جس میں معاشرتی بہبود اور اصلاح افراد و اجتماع کے لئے افعال سرزد ہوتے ہیں اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کسی معاوضے کے طور پر ظاہر نہیں ہوتی بلکہ یہ صاحب کرم کے داخلی لاشعوری میلان اور فطری جھکاؤ ہے جو ایسے افعال پر مجبور کرتا ہے جس سے دوسروں کو آرام، سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ یہ دراصل وہ قوت ہے جس سے انسان انسان کے قریب آتا ہے۔ اور اُنس، یگانگت اور اپنائیت کا احساس جنم لیتا ہے جب یہ کلمہ ذات باری کی طرف منسوب ہے تو اُس سے احسان اور انعام خداوندی مراد ہوتے ہیں۔ مگر جب یہ انسان کی صفت یا اسم کے طور پر استعمال کیا جائے تو اُن اخلاق و افعال کی نشاندہی کرتا ہے۔ جو سر بسر محمود ہیں اور جن کا ظہور ہو رہا ہے کرم معاشرتی اظہار چاہتا ہے اس لئے بعض اوقات اس میں داخلیت کا عنصر نمایاں نہیں ہوتا۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ اعمال و افعال کا ظاہر کرم شمار کیا جائے مگر انسان کا باطن اُس میں فعال کردار ادا نہ کر رہا ہو۔ حدیث مبارک میں مہمان کی تکریم کا حکم ہے اگر چہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو تو اس سے خالصتہ معاشرتی پہلو ہی مراد ہے۔ لیکن عموماً کرم رحم کا ظاہر ہے۔ دل میں رحمت کا جذبہ جب اپنی شدت میں اظہار کا طالب ہوتا ہے تو کرم کی شکل میں نمایاں ہوتا ہے۔ کرم ایک مستحسن وصف ہے اور جن میں یہ صفت اپنی پوری قوت اور حسن کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا ہے وہ اللہ کے فرماں بردار بندے ہیں۔ جنہیں قرآن مجید عباد مکرمون یعنی مکرم بندے کہہ کر تعریف کرتا ہے۔ قرآنی ارشادات کے مطابق اکرم وہی جو متقی یعنی زیادہ پرہیز گار ہو۔ تقویٰ کے مدارج میں اعلیٰ ترین مرتبہ جناب رسالت مآب ﷺ کو حاصل ہے۔ اس لئے اکرمیت کا وصف بھی سب سے زیادہ آپ ہی کے لئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہرہ کا ہر لمحہ مطلع کرم بن کر نمودار ہوا ہے۔ پوری زندگی گواہ ہے کہ ہر ہر موقع پر طبیعت کی فیاضی کا ظہور ہوا گناہ گار کو سزا دینا عدل ہے مگر اہل مکہ کے گناہوں کی طویل فہرست کے باوجود عام معافی کا اعلان کرم ہے۔ سب سے بڑے دشمن پر اُن کا کرم اور بڑھ

جاتا ہے۔ کہ کرم منصب کے مطابق اور قابل احساس حد تک ہونا ہی مناسب ہے۔ "الکریم" کی ذات میں کرم فرمائیوں کی مختلف جہتیں مجتمع ہو گئی تھیں۔ فیاضی، بردباری، عنایت بخشش، عفو، درگزر، احسان اور نوازش کی کوئی صورت نظر انداز نہ ہوئی کہ یہ بخشش اور یہ کرم گستریاں مجبوری نہ تھیں۔ اور نہ ہی مقابل کی ضرورت کے طور پر تھیں بلکہ یہ تو اپنی سرشت اور مزاج کا اثر تھا۔ اسی لئے تو اُن کر بھی کرم ہوتا رہا جو بظاہر مستحق نہ تھے کہ یہ فیض بخشی اپنے ظرف کے مطابق تھی مال غنیمت کا ڈھیر ہو تو بھی فیاض طبیعت سب کچھ لٹانے کا فیصلہ کرتی ہے اور جان کے دشمن سرخمیدہ سامنے ہوں تو بھی عفو و کرم کی نوید ہی سنائی جاتی ہے۔ پتھر مارنے والوں پر دعاؤں کی بارش رحیم و کریم ذات کی عظمت کا مظہر ہی تھا اور آج تک بے راہ روی اور بد کرداری کے باوجود اللہ کے عذاب سے محفوظ رہنا بھی اسی کریم کے صدقے سے ہے۔ "انت فیھم" تو ان میں ہے اس لئے ایسے کریم کے ہوتے ہوئے عذاب کیسے نازل کیا جا سکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی صفت کریمیت آپ کے صحابہ کرام میں منعکس ہوئی تو اُن سے کرم کا بے پناہ صدور ہوا یہ رحمت آج تک بٹ رہی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ افراد جو شان کرم کی خیرات پاتے ہیں اور انسانیت کا اعلیٰ معیار قائم کرتے ہیں اللہ کرے ایسی توفیق ہم سب کو حاصل ہو۔ آمین

حوالہ جات

ا۔ سورۃ القلم 4 ۲۔ مسند احمد

فاتح خیبر سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

از: علامہ ڈاکٹر سید احمد قادری صاحب

سیرت و کردار کے اس فردوس میں جھانکتے ہوئے میری حیرانی کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ اس باغ کی جس روش پر نگاہ دوڑاتا ہوں۔ وہی جنت نشان نظر آتی ہے۔ جس پھول کو دیکھتا ہوں وہی گل سرسبز دکھائی دیتا ہے۔ اور جس غنچے کا نظارہ کرتا ہوں وہی لاجواب اور بے مثال نظر آتا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اعلان نبوت سے دس گیارہ سال قبل پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ جناب ابو طالب نے آپ کا نام زید اور آپ کی والدہ ماجدہ نے اسد تجویز کیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "علی" سے موسوم کیا۔ ابھی جناب سیدنا علی المرتضیٰ کمسن تھے۔ کہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ جناب ابو طالب کثیر العیال تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا بار ہلکا کرنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیا۔ چنانچہ آپ حضور کے زیر سایہ پلے بڑھے اور آپ ہی کی نگرانی میں تربیت حاصل کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دس گیارہ سال کے تھے۔ کہ حضور نبی اکرم ﷺ اور قریش کے ایک بھرے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ دعوت اسلامی کی توسیع واشاعت میں زندگی بھر رسول خدا کا ساتھ دونگا۔

ہجرت کے وقت آپ کو ایک اور شرف عطا ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں مکہ مکرمہ کو خیر باد کہا۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے بستر پر چادر اوڑھ کر لیٹ جائیں۔ اور دوسرے دن لوگوں کی وہ امانتیں واپس کر دیں جو محمد الامین ﷺ کی تحویل میں تھیں۔ گھر کے باہر ننگی تلواریں چمک رہی تھیں۔ نیزے لہرا رہے تھے کفار اس بستر پر لیٹنے والے کے خون کے پیاسے تھے۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر خواب راحت کے مزے لوٹ رہے تھے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس رات بستر نبوی پر لیٹنے لیٹے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدارج و منازل کی کتنی منزلیں طے کر لی تھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انہیں کوئی گزند نہ پہنچی۔ مگر انہوں نے تو اپنے آپ کو راہ خدا میں بطور نذر پیش کر دیا۔ اور وہ اس رات کے ایک ایک لمحے میں شہادت عظمیٰ کے مقام بلند پر فائز رہے۔

مکہ میں تین دن رہنے کے بعد علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ خونی رشتہ کے اعتبار سے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے بھائی تھے ہی جب حضور نے صحابہ کے درمیان مواخات پیدا کی تو دینی اعتبار سے بھی حضرت علی کو اپنا بھائی بنالیا۔

مدینے میں آ کر حضور ﷺ نے اپنی چہیتی بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حالانکہ اس سعادت کے حصول کیلئے بعض دوسرے جلیل القدر صحابہ نے بھی کوشش کی۔ نسائی میں ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ بیٹی میں نے تمہارا نکاح اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ عزیز شخص کے ساتھ کر دیا ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی ازدواجی زندگی جس شان سے بسر ہوئی۔ وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ میاں بیوی کی رفاقت اور محبت کا جو عملی نمونہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے نے پیش کیا اس کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے زمانے میں جس انداز کی زندگی بسر کی۔ وہ ساری مسلمان نسلوں کے لئے دلیل راہ بننے کے قابل ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بر سر منبر آئے۔ اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت عامہ ہوئی۔ اور وہ امیر المومنین بنے ان کا چلن وہی تھا جو حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ وہ نہ اچھا کھانا کھاتے اور نہ عمدہ لباس پہنتے۔ ان کی خوراک خشک روٹی تھی اور لباس بہت کھردرا تھا۔

ایک دن جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بازار میں سے گزر رہے تھے ایک چادر سے نچلے جسم کو ڈھانپ رکھا تھا اور دوسری اوپر کے حصہ پر لپیٹی تھی۔ ایک اجنبی نے انہیں دیکھا وہ انہیں جانتا

نہیں تھا۔اس نے ان کو ٹوکا۔ذرا غور فرمائیے کہ وہ وقت کے امیر المومنین تھے۔اس کائنات کے اوپر چلنے پھرتے انسانوں میں سے سب سے اونچے انسان تھے۔مگر ان کے لباس پر پیوند لگا کرتے تھے۔

جب بھی خزانہ عوام کے محاسبہ کیلئے خزانہ میں آتے تو سونے اور چاندی سے خطاب فرماتے میرے سوا جس کے چہرے کو چاہو سفید، سرخ بناؤ مجھ پر میرے اللہ کا رنگ خوب جچتا ہے۔ وہ اپنے کرتے کو پیوند بھی لگاتے تھے اپنی جوتے خود گانٹھتے تا موزے بھی سیتے، کھانا تھوڑا اور خشک کھاتے انواع واقسام کے لذیذ کھانے انہوں نے کبھی نہیں کھائے تھے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ حکومت وسیاست کو خدا کی مقدس امانت جانتے تھے۔انہوں نے عوام الناس کی حکومت اس لئے سنبھالی تھی۔کہ وہ انہیں ہر طرح کا سکھ پہنچائیں۔تاریخ نے شہادت دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں عوام بڑے خوش حال تھے۔اور انہیں زندگی کی ہر فراغت میسر تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت تاریخ اسلام میں ضرب المثل بن چکی ہے۔تمام غزوات میں آپکا حصہ امتیازی تھا۔جنگ بدر میں فوج کا ایک پرچم حضرت علی مرتضیٰ کے پاس تھا۔ جنگ کے آغاز میں ایک نامی کافر ان کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔اور پورے جنگ میں اکیس کافروں کو آپ کی تلوار نے لقمہ اجل بنایا۔غزوہ احد اسلام کی دوسری بڑی جنگ تھی۔اس جنگ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑے شاندار کارنامے انجام دیئے۔قریش کے تقریباً سبھی نامی گرامی سردار آپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جسم پر سترہ زخم آئے۔خیبر شکن حضرت علی کا لقب ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب خیبر پر حملہ آور ہوئے تھے اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔تو متواتر پانچ دن تک کامیابی نصیب نہیں ہوئی تھی۔چھٹے روز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل اس شخص کو علم دیا جائے گا۔جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔اور وہ فتح یاب ہو کر لوٹے گا۔یہ علمبردار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔فتح مکہ کے وقت بھی فوج کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا۔

جنگ حنین میں ثابت قدم رہنے والے چند صحابہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شامل

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تھے۔صرف غزوہ تبوک کے موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل وعیال کی خبر گیری کے لئے آپ کو مدینے میں رہنے دیا۔مگر لشکر کے چلے جانے کے بعد شوق جہاد نے آپ کو بے تاب کر دیا۔ اور جرف کے مقام پر آپ لشکر کے ساتھ جا ملے۔یہاں رسول خدا ﷺ نے وہ مشہور فقرا ارشاد فرمایا۔"اے علی کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے وہ نسبت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

حضور علیہ السلام نے اپنے زمانے میں آپ کو مبلغ اسلام بنا کر یمن روانہ کیا یہیں آپ منصب قضاء پر بھی فائز ہوئے اور اس طرح اسلام کے سب سے پہلے جج اور قاضی ہونے کا شرف بھی آپ کو نصیب ہوا۔رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کے عہد میں بھی حضرت علی کی شخصیت بھی بڑی اہمیت کی حامل رہی۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں تین اہم محکمے آپ کے سپرد تھے۔آپ خارجی اور داخلی امور میں تمام سرکاری خط وکتابت کے نگران تھے۔اور اسیران جنگ کے ساتھ معاملات اور زرفدیہ کا حساب وکتاب آپ ہی رکھتے تھے۔جب خلافت کے اولین ایام میں یہ خطرہ درپیش ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مرتدین مدینہ پر حملہ کر دیں۔تو اسوقت جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جن تین شاہسواروں کو مدینہ کی حفاظت کا کام سونپا انہیں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

جناب عمر فاروق بھی ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے اور باہر دوروں پر جاتے تو اپنی جگہ انہیں اپنا نائب بنا جاتے تھے۔جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ متقی پرہیزگار، شب بیدار، خدا ترس، بلند ہمت، بہادر، فیاض، صف شکن سپاہی، حق پرست سیاست دان، مدبر ودور اندیش، حضور ﷺ کے محبوب، علم وحکمت کا سرچشمہ تھے۔یعنی حضور ﷺ علم کا شہر اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ تھے۔

بدوش خواجہ ولایت کا منتہائے کمال
زمانہ لا نہ سکے گا کبھی علی کی مثال

عرس مبارک کی روداد

از: محمد عدیل یوسف صدیقی

مسلمانانِ عالم کا معمول ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کا سالانہ عرس منعقد کرتے ہیں جس میں برادرانِ اسلام مجتمع ہوتے ہیں۔ صاحبانِ علم درسِ قرآن وحدیث دیتے ہیں۔ اجتماعی توبہ کی جاتی ہے۔ تلاوت قرآن، ذکر و درود کی محافل سجائی جاتی ہیں۔ دکھ درد بانٹے جاتے ہیں۔ آئندہ عرس کے انعقاد تک خدمت اسلام کرنے کے دستور بتائے جاتے ہیں۔

فکر آخرت کا درس دیا جاتا ہے۔ اور صاحب مزار بزرگ شخصیت کی سیرت تعلیمات اور تقویٰ بیان کر کے اپنی اپنی زندگیاں بہتر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہر کامل ولی اللہ کی زندگی بلاشبہ شریعت مطہرہ کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ کوئی بھی ولی غوث قطب ابدال شریعت محمدی کے بغیر درجہ کمال تک نہیں جاسکا۔ جہاں بھر میں کئی آستانے، خانقاہیں اور مزارات سے طالبین حق نے مقصد حیات کا نور حاصل کیا اور اپنے کامل شیخ کی محبت اطاعت کے سبب بارگاہ رسالت میں مقبول ہوئے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اولیائے کاملین کی نظر محبت نے غیروں کو اپنا بنایا۔ یہی وہ کامل ہستیاں ہیں جنھوں نے نفرت کی جگہ محبت کا بیج بویا اور اسلام کا جھنڈا بلند فرمایا۔

انہی مقدس ہستیوں میں ایک عظیم ہستی غوث زماں حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی نیروی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے فیض سے ہزاروں لاکھوں افراد راہ حق کے مسافر بنے اور معرفت الٰہی کے حقدار ٹھہرے۔ دربار فیضبار نیریاں شریف آزاد کشمیر میں حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر ثانی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک مورخہ 29-28 مئی بروز ہفتہ اتوار منعقد ہوا۔ پورے پاکستان میں عرس مبارک کی تقریب کے اشتہار فلیکس اسٹکر لگائے گئے۔ اس سال بالخصوص رکشوں کے پیچھے فلیکس لگانے سے پہلے فائدہ ہوا۔ اُن تک بھی پیغام پہنچا جو پہلے کبھی شریک بزم محبت نہ ہوتے تھے۔

بیرون ملک و ملک بھر سے قافلے نیریاں شریف پہنچے کس انداز اور کس وقار سے اس کا

انداز تو صرف دیکھنے والے کو ہی ہو سکتا ہے۔ کیا خوب نظارہ کہ تمام حاضرین لا الہ الا اللہ کی پرکیف صداؤں میں حاضر ہو رہے تھے۔ 27 مئی بروز جمعۃ المبارک کو ہی قافلے پہنچ چکے تھے۔ بعد نماز مغرب ایک روحانی تقریب سعید منعقد ہوئی جس میں خطابت کے فرائض خلیفہ علامہ قاری واجد تبسم صدیقی ڈسکہ والوں نے سرانجام دیئے۔ علمائے اہلسنت کے پرمغز خطابات ہوئے۔ پیر طریقت صاحبزادہ ظہیر الدین صدیقی آف برمنگھم نے علمی و اصلاحی بیان فرمایا۔ اور آخر میں مرشد کریم کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ محمد نور العارفین صدیقی صاحب نے محبت الٰہی کے خوبصورت عنوان پر خوبصورت خطاب فرمایا۔ حلقہ ذکر دعا ہوئی۔ اور تمام حاضرین کو لنگر صدیقیہ تناول فرمانے کیلئے محی الدین اسلامی یونیورسٹی کے وسیع و عریض صحن میں جانے کا حکم دے دیا۔ نور کے نوالے لنگر شریف تمام حاضرین نے سیر ہو کر تناول فرمایا۔ 28 مئی بروز ہفتہ صبح دس بجے مرشد کریم حضرت خواجہ پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا۔ نماز ظہر تک ایک لمبی قطار میں درود شریف پڑھتے عشاق اپنے مرشد کریم سے شرف ملاقات حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ ایک بڑی تعداد ابھی ملاقات کی مشتاق تھی۔ نماز ظہر با جماعت ادا کرنے کے بعد ملاقات کا آغاز ہوا۔ نماز عصر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

دربار فیضبار کے صحن میں ایک باوقار اسٹیج بنایا گیا۔ پنڈال میں دریاں بچھائی گئی۔ بعد نماز مغرب محفل حسن قرات کا انعقاد کیا گیا نقابت کے فرائض راقم الحروف بندہ ناچیز محمد عدیل یوسف صدیقی اور میری جماعت کے عظیم عالم دین علامہ مظہر الحق صدیقی صاحب نے سرانجام دیے۔ قرائے کرام نے نہایت خوبصورت تلاوت کلام مجید سے تمام حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

صاحبزادہ نور العارفین صدیقی، صاحبزادہ ظہیر الدین صدیقی، صاحبزادہ احمد رضا غزنوی صاحب نے محفل کی صدارت فرمائی۔ یہ نشست مرشد کریم کی ہمشیرہ صاحبہ اور صاحبزادہ احمد رضا غزنوی کی والدہ ماجدہ کے چہلم شریف کے نام سے منسوب تھی۔ ایک بڑی تعداد کلام مجید درود شریف اذکار اماں جان رحمۃ اللہ علیہا کے ایصال ثواب کیا گیا اور درجات کی بلندی کی دعا

ہوئی۔ لنگر صدیقیہ کا اعلان کر دیا گیا۔

29 مئی بروز اتوار اسٹیج پر علمائے کرام کی کثیر تعداد موجود تھی۔ آغاز محفل تقریباً 11 بجے ہوا۔ تلاوت و نعت خوانی کے بعد علمائے کرام کو دعوت خطاب کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہر عالم دین کو 10 منٹ کا وقت دیا گیا۔ ہر ایک جید عالم نے مختصر اور جامع خطابات فرمائے۔

آخری نشست بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید معروف قاری علی اکبر نعیمی صاحب نے فرمائی۔ سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق خاں صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ نیریاں شریف پوری دنیا میں ایک ایسی پہچان رکھتا ہے حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت کے وجود سے پوری کائنات روشنی حاصل کر رہی ہے۔ بعد ازاں رحمت خداوندی جوش میں آئی۔ اور باران رحمت کا ایک دلنشین سلسلہ شروع ہوا۔ مرشد کریم نے چند ارشادات کے بعد دعا فرمادی اور عام اجازت کا اعلان کر دیا۔

چند لمحات ذکر ہوا۔ بارش تھم گئی سورج نے آنکھ کھولی تو سارا اجتماع اپنی جگہ پر موجود تھا۔ مرشد کریم سے درخواست کی گئی کہ کرم نوازی فرمائیں پنڈال ایک بار پھر دیدار کا مشتاق ہے۔ اللہ ہو کی صداؤں میں مرشد کریم جلوہ افروز ہوئے اور خطاب میں فرمایا۔ شریعت افضل ہے۔ طریقت بعد میں ہے۔ شریعت درخت ہے اور طریقت اُس کا پھل ہے۔ روزانہ توبہ کرنے کا درس دیا۔ اور عالم اسلام کے لئے دعا فرمائی۔

دعا کے بعد اجازت ہوئی۔ یہ نظارہ ایسا نظارہ ہے کہ دیکھنے والا اپنا دل چھوڑ کر آتا ہے۔

مجلہ محی الدین جن شہروں سے آپ حاصل کر سکتے ہیں۔

پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد سلطان العارفین صدیقی صاحب مدظلہ
دربار فیضبار نیریاں شریف آزاد کشمیر

علامہ خلیفہ مشتاق احمد علائی صاحب
دارالعلوم محی الدین صدیقیہ اقبال نگر ساہیوال 0344-0304544

علامہ مظہر الحق صدیقی صاحب
دارالعلوم محی الدین صدیقیہ گجرات 0346-6011700

خلیفہ علامہ واجد حسین صدیقی صاحب جامع مسجد صوبیدار کالج روڈ ڈسکہ
0300-7420661

حافظ محمد سرفراز صدیقی صاحب
محی الدین اسلامک سنٹر جہلم بوکن 0302-5803622

واجد شاہ سویٹس اینڈ بیکرز کشمیر روڈ مانسہرہ 0300-5645117

محمد دانش صدیقی صاحب ایڈووکیٹ
اسلام آباد 0323-6084087

خلیفہ برکت حسین صدیقی صاحب
المدینہ سستے کپڑے کا ڈپو مین بازار کہوٹہ 0344-5160379

خلیفہ مظہر اقبال صدیقی صاحب
دار العلوم محی الدین صدیقیہ دینہ 0323-9993038

صاحبزادہ مظہر صدیقی صدیقی صاحب
دار العلوم محی الدین صدیقیہ صدیق آباد شریف ضلع بھمبر آزاد کشمیر 0345-0897483

الحاج محمد الیاس صدیقی صاحب
حسین ٹاؤن ملتان روڈ لاہور 0300-9431346

خلیفہ غلام محمود صدیقی صاحب
دار العلوم محی الدین صدیقیہ آستانہ بہار نقشبند کاموکی 0300-67799744

محترم محمد طارق صاحب نوری والے گوجرانوالہ 0300-6406488

محترم شیخ محمد آصف صاحب 198 مین روڈ سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا

محترم محمد نصیب بٹ صدیقی صاحب
نور ٹریڈرز جی پی او گوجر خان 0345-5585090

محترم محمد سلیم صاحب کراچی 0300-2522580

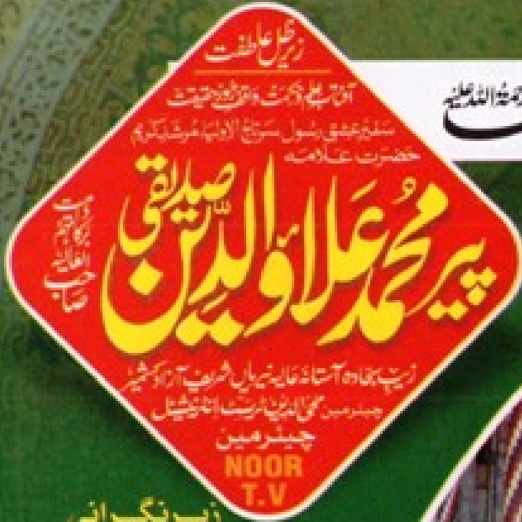
علامہ فیض الحق نقشبندی صاحب
دار العلوم محی الدین صدیقیہ چڑھوئی کوٹلی آزاد کشمیر 0346-5188653

محترم قیصر سبحانی صدیقی صاحب
قیصر کلاتھ ہاؤس ٹانڈا روڈ کڑیاں والا گجرات 0301-6200622

راؤ محمد آصف صدیقی صاحب پنجہ دلتی 0345-7568633

بفیضانِ نظر

غوث الامت حضرت خواجہ **غلام محی الدین غزنوی** رحمۃ اللہ علیہ



زیر نگرانی

پیر طریقت رہبر شریعت
صاحبزادہ
پیر سلطان العارفین صدیقی

مرکزی جامع مسجد دربارِ فیضبار

نیریاں شریف آزاد کشمیر کے

حصولِ رحمت و مغفرت کیلئے

آخری عشرہ میں

نورانی
روحانی
ماحول میں

اجتماعی اعتکاف کیجئے

- سحری و افطاری کا بہترین انتظام
- روزانہ محافلِ ذکر ختم خواجگان
- طاق راتوں میں شب بیداری
- تربیتی دروس

نوٹ: گرم کپڑے گرم چادر ہمراہ لائیں

المشتہر **محمد عدیل یوسف صدیقی**

خادم دربارِ فیضبار نیریاں شریف

برائے رابطہ
0333-5249094